OPEN ACCESS
Hazara Islamicus
ISSN (Online): 2410-8065
ISSN (Print): 2305-3283
www.hazaraislamicus.com

Hazara Islamicus, Vol.:11, Issue: 02,July-Dec 2022
PP: 27-38

حضور ﷺ کے حسب ونَسب پر مستشرق ولیم میور اور منٹگمری واٹ کے اعتراضات کا تنقیدی جائزہ

Criticle analysis of objections raised on Holy Prophet Muhammad's ﷺ lineage by orientalists William Muir and Montgomery Watt

Mian Swaiz Nadeem
Ph.D Scholar, Department of Islamic Thought, History & Culture, AIOU, Islamabad

Muhammad Riffat Khan
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology, Kohat

Abstract

Orientalism is a movement against Islam in general. Orientalist has written many books on eastern civilization especially they targeted Islam and criticized its ideology. Orientalists have defamed Islam in many ways, especially they targeted the personality and character of our Holy Prophet MUHAMMAD (SAW).

The personality of Holy Prophet ﷺ is the only true guide line for all the mankind. His Character is not only praised by Muslims but Non-Muslim Scholars have also admired his identity.

Many Orientalists have targeted the life of Holy prophet Muhammad ﷺ and made their commentary on his life events. Similarly they also criticized our holy prophet's paternal line which has no uncertainty.

This article shows critical analysis of Orientalists (William Muir and Montgomery Watt) that have made uncertainty in Holy Prophet Muhammad's paternal line.

Key Words: *Orientalists, Holy Prophet, Lineage, Objections.*

آپ ﷺ کی ذات مبارکہ کو ہر دور میں حدفِ تنقید مختلف وجوہات کی بناء پر بنایا گیا ہے۔اسی سلسلہ کی ایک کڑی مستشرقین ہیں، جن کا آغاز صلیبی جنگوں سے ہی ہو گیا تھا۔ مستشرقین وہ حضرات ہیں جنہوں نے مشرقی علوم کو اپنے تحقیقات کا مزکر بنایا بالخصوص مذہب اسلام پر ان کی کافی تحقیقات موجود ہیں۔ جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے ہی صدیوں تک دنیا پر راج کیا۔ ہندوستانی سرزمین پر مستشرقین کی آمد انگریزوں سے ہی ہوئی اور مستشرقین نے ہی انگریزوں کو یہ مشورہ دیا

CC BY

کہ ہندوستانی لوگوں کو ان کے ہی روایات کے مطابق قابو کرنا ہوگا[1]۔ مستشرقین (بالخصوص ولیم میور اور منٹگمری واٹ) نے آپ ﷺ کی ذات کو نشانہ بناتے ہوئے آپ کے پاک حسب و نسب پر اعتراضات اٹھائے جن سے مستشرقین کا مقصد آپ ﷺ کی ذات کو مجروح کرنا تھا۔ زیر نظر مقالے کا بنیادی سوال یہ ہے کہ مذکورہ بالا مستشرقین کے آپؐ کے حسب و نسب پر کون کون سے اعتراضات ہیں؟ کیا یہ اعتراضات دلائل کی روشنی میں ہیں یا بلا دلیل؟ ان کا تنقیدی جائزہ لینے کے بعد کن نتائج کا حصول ممکن ہوسکے گا؟ اس مقالہ میں بیانیہ تحقیق کا منہج اختیار کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے حسب (خاندانی شرافت) و نسب (شجرہ آباؤاجداد) کے حوالے سے مستشرق (ولیم میور اور منٹگمری واٹ) کے اعتراضات کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

لفظ استشراق کی تحقیق

استشراق اس کا مادہ اصلی ش ، ر، ق ہے۔ استشراق کا لغوی معنی طلب مشرق ہے یعنی مشرق کو جاننے کی طلب یا شرق شناسی ہے۔ عربی میں اس کا معنی ہر وہ چیز جو مشرق سے طلوع ہوتی ہو سے کیا جاتا ہے[2]۔ انگریزی زبان میں استشراق کے لئے Orientalism کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ لفظ مستشرق اسم فاعل ہے جس کا معنی مشرق کو طلب کرنے والے کے ہیں اور انگریزی میں اس کو Orientalist کہتے ہیں۔ اسی کے مدمقابل "استغراب" کا لفظ مستعمل ہے جس سے مراد مغرب کو جاننا ہے[3]۔

تحریک استشراق کا مفہوم

مستشرقین کی تاریخ صدیوں پرانی ہے۔ یہ تحریک بنیادی طور پر دین اسلام کی اِفادیت اور آپ ﷺ کی ذات کو مجروح کرنے کے لئے اٹھی تھی۔ تحریک استشراق کی اصطلاحی مفہوم کو مشرقی اور مغربی محققین نے مختلف الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔ لیکن یہ صرف لفظی نزاع کی حد تک ہے اصل مراد سب کی ایک ہی ہے۔

ڈاکٹر عمر بن ابراہیم رضوان نے یوں تعریف کی ہے:

" استشراق سے مراد اہل مغرب کا مشرق کے عقائد، تاریخ اور فنون وغیرہ کا مطالعہ کرنا ہے"[4]۔

ڈاکٹر احمد عبد الرحیم السایح نے تحریک استشراق کو ایک نظریہ قرار دیا ہے جن کا کام اسلام کے متعلق خاص تصورات کو ترویج دینا ہے چاہے وہ حقائق ہوں، اوہام یا جھوٹ پر مبنی ہوں[5]۔ تحریک استشراق کا آغاز کب ہوا؟ اس میں محققین کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض اہل علم نے اس تحریک کا نقطہ آغاز آٹھویں صدی عیسوی میں جب اندلس فتح ہوا اور وہاں مسلمانوں نے علمی جامعات قائم کیے۔ ان جامعات میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ یورپ کے لوگ بھی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ جبکہ بعض نے تحریک کے آغاز کو صلیبی جنگوں سے منصوب کیا ہے کیونکہ صلیبی جنگوں میں جب مسلمانوں نے عیسائیوں پر فتح کرنے کے بعد ان کو بالکل پس پا کر دیا تھا۔ تب عیسائیوں نے مسلمانوں سے عسکری حملوں کے بجائے علمی میدان کا رخ کیا۔[6]

مستشرقین کے سیرت طیبہ پر اعتراضات کی نوعیت

تحریک استشراق کے محققین نے اپنا ہدفِ تنقید بالعموم اسلام اور بالخصوص رسول اللہ ﷺ کی ذات کو بنایا۔ انہوں نے قرآن کریم، احادیثِ نبویہ ﷺ، سیرتِ رسول، فقہ الغرض کے اسلام کے ہر علمی گوشے پر مختلف نوعیتوں کے اعتراضات

وارد کیے ہیں۔ سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر انہوں نے مختلف کتب تصنیف کیے ہیں۔ جن میں آپ ﷺ کی ذات کو نشانہ بنایا گیا اور ان کی شخصیت کو مجروح کرنے کی مزموم راستہ اختیار کیا۔ ان تمام مستشرقین کے اعتراضات ایک جیسے نہیں بعض نے ایک پہلوں کو ہدف تنقید بنایا جبکہ دوسرے نے اس جگہ تعریف کر دی ہے۔ ان کے اعتراضات خود ایک دوسرے کے مد مقابل آتے رہے ہیں۔

کتب سیرت اور تواریخ میں مذکور رسول اللہ ﷺ کا نسب مبارک

کتب سیرت اور تواریخ میں نبی اکرم ﷺ کا نسب نامہ تفصیل سے مذکور ہے۔ مورخین اور اہل سیر نے آپ ﷺ کا نسب حضرت آدمؑ تک پہنچایا ہے۔ اس بارے اہل سِیر، ماہر اَنساب اور مورخین کے درمیان کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ البتہ مَعد بن عَدنان تک تمام کا اتفاق ہے کہ یہاں تک آپ ﷺ کا نسب مستند بیان کیا جاتا ہے۔ محمد عبد اللہ الاٴعظمی نے علماء کا اجماع نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ اپنا نسب عدنان تک بیان کرتے۔[7] آپ ﷺ کے نسب کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے پہلا حصہ آپ ﷺ سے عدنان تک (جو کہ مستند ہے) دوسرا حصہ عدنان سے حضرت اسماعیل اور حضرت ابراہیم علیہما السلام تک (جس میں اختلاف پایا جاتا ہے) تیسرا حصہ حضرت ابراہیمؑ سے حضرت آدمؑ تک۔ دوسرے اور تیسرے کڑی کے حصہ پر شدید اختلاف ہے۔ امام ابن حبانؒ نے ان اختلافات کو نقل کیا ہے:

امام ابن حِبانؒ نے کہا کہ آپ ﷺ کا نسب عدنان تک مستند ہے، اور عدنان سے آگے ہمارے نزدیک کوئی شی نہیں (یعنی ثابت نہیں)۔ سلسلہ نسب میں جو اختلاف ہے اس کو ذکر کرتے ہیں " محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ھاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر (اور یہی قریش تھے) بن کنانۃ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان (یہاں تک اہل نساب میں کوئی اختلاف نہیں)۔ اور عدنان سے ابراہیمؑ تک اختلاف پایا جاتا ہے، بعض کہتے ہیں کہ عدنان بن ادد بن مقوم بن ناخور بن تیرح بن معقوب بن نبت بن ثابت بن انوش بن اسماعیلؑ بن ابراہیمؑ ۔[8] اس سے آگے پھر شدید اختلاف ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ کے نسب پر بعض صحابہ کرام کے اثار بھی منقول ہیں جو کہ عدنان سے آگے تجاوز نہیں کرتے:

قتبی نے کہا ہے کہ عدنان کے بعد جن اَسماء کو ذکر کیا جاتا ہے ان میں اِضطراب پایا جاتا ہے پس یہ بات صحیح ہے جو کہ نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ وہ عدنان تک نسب بتایا کرتے اور اس سے آگے تجاوز نہیں کرتے۔ اسی طرح ابن عباسؓ سے بھی نقل کیا جاتا ہے کہ انہوں نے عدنان تک نسب بتایا اور پھر کہا کہ اس سے آگے نساب جھوٹ بولتے ہیں یہ بات دو یا تین مرتبہ کہی۔ ابن عمرؓ سے نقل کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم عدنان تک آپ ﷺ کے نسب کی نسبت کرتے ہیں اور اس سے آگے ہم نہیں جانتے۔[9]

نبی اکرم ﷺ سے اپنے خاندانی مقام کے بارے میں احادیث منقول ہیں جن میں آپ ﷺ نے اپنے خاندان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے چنا ہوا اور معزز قرار دیا: آپ ﷺ نے فرمایا" میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں، اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی تو مجھے سب سے بہترین مخلوق بنایا، اور مجھے بہترین قبیلے میں بنایا، پھر بہترین قبیلے میں سے بہترین گھرانے میں پیدا کیا اور میں اپنے گھرانے اور ذات کے لحاظ سے تم سب سے افضل ہوں"۔[10]

"ابو عمار شداد نے واثلہ بن اسقعؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اسماعیلؑ کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے بنو کنانہ کو چنا اور ان میں قریش کو اور ان میں بنو ہاشم کو اور پھر ان میں مجھے چنا"۔[11]

مذکورہ روایات سے یہ پتا چلتا ہے کہ آپ ﷺ کا سلسلہ نسب عدنان تک مستند ہے اور اس سے آگے اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس بات میں اختلاف نہیں کہ عدنان اسماعیلی النسل ہیں۔[12]تک نسب کا پہنچنا بھی نیز یہ بھی واضح ہوا کہ آپ ﷺ کا نسب اعلیٰ وارفع ہے۔ آپ ﷺ کا خاندان اللہ تعالیٰ کی طرف سے چنا گیا ہے۔ جس پر کبھی کسی دشمن نے بھی اعتراض نہیں کیا۔

رسول اللہ ﷺ کے اعلیٰ حسب ونسب پر مختلف زاویوں سے اعتراضات کیے گیے ہیں:

1۔ آپ ﷺ کا حضرت ابراہیمؑ سے نسبی تعلق

2۔ مکہ میں قبیلہ بنو ہاشم کا مقام

3۔ حضرت ہاجرہؑ کی نسلی عیب جوئی کرنا

نسب گھڑنے کا الزام

ولیم میور نے آپ ﷺ کے سلسلہ نسب پر براہ راست حملہ کرنے کی کوشش کی ہے اور یہی مستشرق اس معاملے میں متحرک نظر آتا ہے موصوف رقمطراز ہیں :

"جب کہ محمد ﷺ کا نسب (خود ان کے بقول، عدنان سے آگے نہیں بڑھ سکتا، جو کہ عیسائیوں کی تاریخ سے ایک دہائی پہلے ہے) بہر حال اسماعیل تک اٹھارہ صدی پیچھے گھڑا گیا ہے"۔[13] آگے کہتا ہے: " یہ خواہش کہ محمد ﷺ کا نسب اسماعیل سے خیال کیا جائے، حضرت محمد ﷺ کو زندگی میں ہی پیدا ہو گئی تھی"۔[14]

یہ بات درست ہے کہ نبی اکرام ﷺ کا نسب معد بن عدنان سے آگے مختلف فیہ ہے۔ اور ان روایات میں کافی اضطراب پایا جاتا ہے۔ لیکن معد بن عدنان تک اہل علم کا اتفاق ہے کہ یہ درست ہے۔ امام بخاریؒ نے صحیح البخاری میں آپ ﷺ کے نسب پر ایک باب باندھا ہے:

" نبی اکرام ﷺ کی بعثت کے بیان میں (محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان"[15]۔

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام بخاریؒ کے نزدیک بھی آپ ﷺ کا نسب معد بن عدنان تک درست ثابت ہے۔

لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ ﷺ کا نسب حضرت اسماعیل تک نہیں پہنچتا۔ کیونکہ اہل سیر اور نساب میں عدنان کے والد کے بارے میں اختلاف منقول ہے اور ان ہی تمام اہل سیر اور نساب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کا نسب اسماعیلی ہے اور سلسلہ نسب اسماعیلؑ اور ابراہیمؑ تک پہنچایا ہے[16]۔ دوم یہ کہ بقول مستشرق آپ ﷺ نے یہ نسب خود ہی

گھڑ لیا تھا۔اہل عرب اور بالخصوص مکہ میں دنیاکے بہترین نسّاب موجود تھے،اور ظہور نبوت کے بعد اگر آپ ﷺ کے نسب میں توڑا سا بھی رَخنہ پیدا ہوا ہوتا تو مشرکین مکہ جو آپ ﷺ کے جانی دشمن بن گئے تھے اور ہر وقت آپ ﷺ کے خلاف مختلف تدابیر اختیار کرتے تھے ان کو ایک موقع مل جا تا کہ یہ کیسا نبی ہے جس کا نسب نامہ ہی معلوم نہیں اور خود سے گھڑ لیتا ہے لیکن ایسی کوئی بھی روایت ہمیں نہ مل سکی جس میں آپ ﷺ پر کسی نے نسب گھڑنے کا اعتراض کیا ہو بلکہ اس کے مخالف،دشمن کا اقرار موجود ہے کہ آپ ﷺ کا نسب اعلیٰ ہے۔ ابو سفیان (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے ہرا قل کے دربار میں آپ ﷺ کے خلاف جھوٹ بولنا چاہا لیکن لوگوں کے جھٹلانے کے خیال سے سچ ہی بول دیا اس کا پَس منظر کچھ ہوں ہے کہ " قریش کے ایک تجارتی قافلے کا ہر قل شاہ روم کے پاس جانے کا اتفاق ہوا۔ترجمان کو بلایا گیا اور مدعی نبوت کے بارے میں سب سے قریبی بندے کو بلایا جو کہ ابو سفیانؓ تھے (جو کہ اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے) ابو سفیان سے ان کے ساتھیوں کے سامنے سوالات پوچھے گئے۔ہر قل نے پہلا سوال ہی نسب کے بارے میں دریافت کیا کہ اس کا نسب کیسا ہے؟ابو سفیان نے جواب دیا کہ اس کا نسب عالی شان ہے[17]۔ نیز اہل عرب کا حافظ پوری دنیامیں کمال درجہ کا تھا۔وہ اپنے آباؤاجداد کے نسب کے ساتھ ساتھ مخالف قبیلوں کے نسب بھی یاد کیا کرتے تھے کیوں کہ ان قبائل میں نسلی تفاخُر کے مقابلے ہوا کرتے تھے اور کسی کو خود سے اپنا نسب گھڑنے کی جرات نہ ہوتی۔[18]

اسی طرح یہ بات بھی روز روشن کی طرح عَیان ہے کہ حجاز میں اسماعیلؑ کا خاندان ہی پروان چڑھا۔مولانا صفی رحمٰن مبارک پوری نے بھی اس کو نقل کیا ہے۔ اسماعیلی نسل ہونا اس کے شواہد مکہ میں رائج امور سے بھی پتا چلتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں باقائدہ حج ہوا کرتا تھا طواف کعبہ اور دیگر امور عبادت جن کی اصل ابراہیمی ہے، رائج تھے۔[19]

اسی طرح بقول مستشرق کہ آپ ﷺ کو اسماعیلی نسل سے ہونے کی خواہش زندگی میں ہی پیدا ہو گئی تھی۔یہ بات معروف ہے کہ ابراہیمؑ کے بیٹے اسماعیلؑ اور اسحاقؑ تھے۔مکہ کے مشرکین اپنی خاندانی اور نسلی وجاہت کی وجہ سے کسی کو حرمِ کعبہ کی پاسبانی تک نہیں دیتے تھے اور بنو ہاشم کے پاس تمام خاص امورِ حج یعنی سَقایہ اور رَفادہ۔حاجیوں کو پانی پلانا، کھانا کھلانا اور رہائش کا بندوبست کرنا انہی کے سپرد تھا۔[20] بلکہ قریش خانہ کعبہ کے متوالی اور خادم تھے[21]۔ ان امور پر مشرکین مکہ کسی غیر اسماعیلی کو کیسے گوارا کر سکتے تھے؟موصوف مستشرق بغیر سوچے سمجھے بے جوڑ اور حقائق مسخ استدلال کرتے ہیں۔ معد بن عدنان کے بعد آپ ﷺ کے نسب میں کثیر اختلاف ہے لیکن اس امر میں کوئی اختلاف نہیں کہ عدنان،اسماعیلؑ کی ذریت سے ہیں[22]۔

نسلِ ابراہیمیؑ سے بے خبری کا دعوی

واٹ جو کہ انگلستانی مستشرق ہے اور کافی کتابیں اس نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں لکھی ہیں،نے دبے الفاظ میں آپ ﷺ کے نسب کو مجروح کرنے کی کوشش کی ہے وہ کہتا ہے:

> "یہ گمان کیا جاتا ہے کہ پہلے مسلمانوں کو اسماعیل کا ابراہیم سے تعلق کا علم نہیں تھا۔مدینہ میں یہودیوں سے تعلق کے بعد ان کو یہ پتا لگا"۔[23]

بالفرض آپ ﷺ کو ابراہیمی اور اسماعیلی نسل کے بارے میں مدینہ کے یہودیوں سے پتا چلا، تو چاہیے یہ تھا کہ آپ ﷺ خود کو اسحاق علیہ اسلام کا فرزند ٹھہراتے کیوں کہ یہودیوں جن کا مدینہ پر کافی اثر ورسوخ تھا، وہ حاصل ہو جاتا اور دیگر معاشرے کے افراد میں آپ مقبول ہو جاتے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اسی طرح آپؐ کو چاہیے تھا کہ آپ اسحاقؑ کو ذبیح ٹھہراتے کیوں کہ یہودیوں کہ نزدیک اسحاقؑ ذبیح ہیں[24]۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر آپ ﷺ کو ابراہیمی نسل کے بارے میں مدینہ کے یہودیوں سے پتا چلا تو جو مکہ کے مشرکین تھے ان کو امور حج اور طواف اور دیگر عبادات کس نے سکھائے؟ وہ تو صدیوں سے کرتے چلے آرہے تھے۔ اس استدلال کی شاہد وہ آیت جس میں اہل یہود کو اہل کتاب اور مشرکین کو غیر کتابی قوم کہا گیا ہے، کیوں کہ یہودیوں کو کتاب دی گئی تھی اور مشرکین مکہ کو کتاب نہیں دی گئی[25]، اسی لیے شرف و علمیت کے اعتبار سے یہودیوں کو کافی اثر رُسوخ حاصل تھا۔ لیکن پھر آپ ﷺ نے خود کو فرزند اسحاق قرار نہیں دیا۔ تو یہ اعتراض کم علمی اور مغالطے پر مبنی ہے۔ واٹ نے یہ مفروضہ قائم کیا ہے کہ جن آیات میں ابراہیمؑ کا ذکر ہے وہ مدنی ہیں اس لیے کہ ان کو ہجرت کے بعد ہی ابراہیمؑ کا پتا چلا[26]۔

اس دلیل میں خود جواب موجود ہے مکی دور میں ابراہیمؑ کا تذکرہ کرنے کی ضرورت نہیں پڑی کیوں کہ کفار مکہ پہلے ہی سے ابراہیم کی شخصیت کو مانتے بلکہ خود کو ان کے فرزند مانتے تھے۔ مسئلہ تو مدینہ میں پیدا ہوا جب اہل کتاب کے ساتھ مناظرہ کیا جاتا تھا کیوں کہ یہود و نصاریٰ کے پاس اپنی اپنی کتابیں موجود تھیں جو وہ ابراہیمؑ سے منسوب کرتے تھے۔ ولیم میور نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ عربوں کی روایات میں نسلِ ابراہیم و اسماعیلؑ سے ہونا مشہور نہ تھا۔ یہ بات کلیتاً بے بنیاد ہے کیوں کہ عربوں کی رویات میں بے شمار ایسے افعال و عقائد تھے جو وہ ابراہیم و اسماعیلؑ سے منسوب کرتے تھے۔ خانہ کعبہ کی تعمیر، طواف، صفا مروہ پہاڑی کی سعی، رمی، ہدی کرنا نیز مردہ کو غسل دینا اور کفن دفن کا انتظام کرنا یہ سب افعال، عرب ابراہیمؑ کی اتباع میں ہی کیا کرتے تھے[27]۔ یہ افعال تو آپ ﷺ کی پیدائش سے قبل بھی عربوں میں رائج تھے۔

واٹ نے یہ تاثر دینا چاہا ہے کہ عربوں میں کوئی پیغمبر نہیں آیا رقمطراز ہے:

> " ابراہیم تو صرف پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر تھے۔ اور جس قوم کے پاس وہ بھیجے گئے تھے اس کا تعین نہیں البتہ وہ عربوں کی طرف مبعوث نہیں کیے گئے۔ محمد کو ایسی قوم کی طرف مبعوث کیا تھا جس میں پہلے کوئی نبی نہ آیا تھا"۔[28]

مذکورہ عبارے سے موصوف کا مقصد محض قارئین کو بے راہ کرنا ہے۔ وگرنا واٹ کو معلوم ہے کہ ابراہیمؑ کو بابل، مصر اور فلسطین بھیجا گیا تھا۔ ابراہیم علیہ نے اسماعیل اور ہاجرہؑ کو مکہ کی وادی میں چھوڑ دیا تھا۔ قبیلہ جرہم اور دیگر قبائل یہاں آباد ہوتے گئے[29]۔ اس طرح اسماعیلؑ کی نے نبوت کے فرائض انجام دیے اور ان کی نسل پروان چھڑی۔ اسماعیلی نسل کے عرب کو عرب مستعربہ کہا جاتا ہے۔ حضرت ہودؑ اور ثمودؑ بھی عرب میں ہی مبعوث ہوئے تھے جن کو عرب بائدہ کہا جاتا ہے لیکن گردشِ ایام نے ان کو فنا کر دیا۔[30] لہٰذا یہ کہنا سراسر غلط ہے کہ عربوں میں کوئی نبی نہیں گزرا۔ البتہ موصوف نے قرآن کریم کی آیات جن میں یہ مضمون وارد ہوا ہے استدلال کیا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: " بلکہ وہی حق ہے آپ کے رب کی

طرف سے تاکہ آپ ڈرائیں اس قوم کو جس کے پاس کوئی ڈرانے والا آپ سے پہلے نہیں آیا تاکہ وہ ہدایت پا جائیں"۔[31] پیر کرم شاہؒ اس کے جواب میں رقمطراز ہیں:

> " لیکن تمام انبیاء کرام جو عرب اقوام کی طرف مبعوث ہوئے،ان کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف توراۃ نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔اس طویل عرصہ میں عربوں کی طرف کوئی نبی یا رسول مبعوث نہ ہوا تھا"۔[32]

مفسلی کا الزام

واٹ نے یہ الزام لگایا ہے کہ آپ ﷺ کے سرپرست صرف اتنا خیال رکھتے تھے کہ وہ (ﷺ) بھوک سے مر نہ جائیں (معاذ اللہ)۔ مستشرق کہتا ہے:

> " محمد ﷺ کے سرپرست صرف اتنا خیال رکھتے تھے کہ وہ بھوک سے مر نہ جائیں لیکن ان کے لیے اس سے زیادہ مہیا کرنا مشکل تھا۔ خاص طور سے بنو ہاشم کے لیے کیونکہ اس وقت ان کی حالت زوال پذیر ہو رہی تھی"۔[33]

یہ بات درست ہے کہ جب آپ ﷺ ابو طالب کی سرپرستی میں آئے تو ابو طالب دنیاوی اعتبار سے مفلس تھے اور مکہ کے سرداروں میں ان کا شمار ہوتا تھا لیکن یہ بات قطعاً درست نہیں کہ وہ صرف اتنا خیال کرتے کہ آپ ﷺ بھوک سے نہ مر جائیں کیوں کہ اہل سیر نے جو روایات ابوطالب کی سرپرستی میں نقل کی ہیں ان میں یہ بھی ہیں کہ ابو طالب آپ ﷺ کو اپنے بچوں سے زیادہ عزیز اور ان کا خیال رکھتے تھے ۔[34] اسی طرح آپ ﷺ نے مکہ کے سرداروں کی بکریاں چند قراط یا پیسوں کے عوض بھی چرائیں ہیں ۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے"اللہ تعالی نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریاں چرائی نہ ہوں۔اس پر آپ ﷺ کے اصحاب نے پوچھا کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟فرمایا ہاں! کبھی میں بھی مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط کی تنخواہ پر چرایا کرتا تھا۔[35] اس حدیث سے ظاہر ہے کہ آپ ﷺ خود بھی کمایا کرتے تھے۔اب اس پر یہ کہنا کہ بھوک سے مر نہ جائیں اتنا کھلاتے تھے، بے معنی اور غلط استدلال ہے۔

آپ ﷺ کے معزز گھرانے کا اقرار تو خود ایک مستشرق نے کیا ہے، ٹور اینڈرے کہتا ہے:

> " صرف یہ بات یقینی ہے کہ محمد ﷺ ایک عزت دار گھرانہ سے تعلق رکھتے تھے لیکن معاشی اعتبار سے کمزور گھرانہ تھا۔ بچپن میں ہی ان کے والد کا انتقال ہو گیا تھا اور ان کی پرورش غریب گھرانہ میں ہوئی۔ لیکن ان کو معاشی استقامت شادی کے بعد حاصل ہو گئی"۔[36]

حضرت ہاجرہؑ کی نسلی عیب جوئی کرنا

حضرت ہاجرہ کو لونڈی قرار دینے کا الزام انہوں نے بائیبل سے لیا ہے۔جس میں ایک جگہ "Slave" اور ایک جگہ "Servant" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے[37]۔ بائیبل کی جمع وتدوین کے ساتھ معتقدین نے جو خیانت کی ہے وہ قارئین کو بخوبی معلوم ہے ۔عبد الماجدؒ نے ہاجرہؑ کی لونڈی ہونے کی نفی اور شاہ مصر کی بیٹی ہونے کی صراحت کی ہے ۔رقمطراز ہیں:" ان

(حضرت اسماعیلؑ) کی والدہ ہاجرہ، ایک شہزادی تھیں"۔[38]

خلاصہ بحث

آپ ﷺ کا حسب و نسب اعلی و ارفع ہونا خود قرآن کریم ،احادیث مبارکہ اور تاریخ اسلام سے از خود واضح ہے۔ مستشرقین کا آپؐ کے نسب کو مشتبہ اور اختراع قرار دیا ان کی کذب بیانی ، تعصّبانہ تنقیدی مزاج اور اسلام دشمنی کی عکاسی کرتی ہے۔ نا صرف مسلمان بلکہ غیر مسلموں نے بھی آپؐ کی پاکیزہ سیرت پر کتابیں تصنیف کی ہیں۔ آپؐ کی اعلی نسب کی گواہی خود مشرکین مکہ نے دی تھی۔ کفار جو آپ کے قتل کے منصوبے بناتے تھے ، نے کبھی بھی آپؐ کے نسب پر اعتراض نہیں اٹھایا حالانکہ وہ ایک موقع جس میں آپؐ کی شخصیت کو مجروح کیا جاسکے ہاتھ سے جانے نا دیتے تھے۔ جہاں تک مفلسی کا تعلق ہے اس میں کسی بھی اعتبار سے آپؐ کی ذات مقدوح قرار نہیں دی جا سکتی کیوں کہ آپؐ کے اعلی اخلاق کی تعریف خود کفار بھی کیا کرتے تھے۔ آپؐ مہمان نواز، غریبوں کی مدد کرنے والے ، مفلسوں اور بے واہ خواتین کے لیے سہارا تھے۔[39] یہ اس دنیا کا قاعدہ رہا ہے کہ انبیاء کرامؑ اکثر و بیشتر غربت و سختی کے حالات سے دو چار ہوتے رہے ہیں۔ عدنان سے آگے سلسلہ نسب میں اختلاف کا پایا جانا کوئی قادح امر نہیں کیوں کہ یہ سند میں موجود رواۃ کی تعین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس سے آپؐ کا نسب اسماعیلی ہونا مشتبہ نہیں ہو سکتا کیوں کہ اہل مکہ خود کو صدیوں سے ابراہیمی ہی مانتے رہے اور نا صرف نسبی بلکہ مذہبی اور اعتقادی طور پر بھی ابراہیمی ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔ یہ بات بھی بالکل بے دلیل ہے کہ آپؐ کو ابراہیمؑ کے بارے میں مدینہ ہجرت کرنے کے بعد پتا چلا کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ کفار مکہ کی معاش تجارت تھی اور سال بھر کا سامان وہ شام ہی سے لاتے تھے۔ شام جاتے ہوئے راستہ میں مدینہ منورہ میں پڑاوٗ ڈالتے تھے اور مدینہ والوں سے اچھے تعلقات تھے۔ پھر کیونکر ان کو صدیوں تک ابراہیمؑ جیسی جلیل القدر شخصیت کے بارے میں معلوم نہ ہو سکا؟ مستشرقین کے اس قسم کے اعتراضات بالکل بے معنی اور بلا دلیل ہیں۔

نتائج البحث

عصر حاضر میں ولیم میور اور منٹگمری واٹ کا شمار مستشرقین کے صف اول میں کیا جاتا ہے۔ منٹگمری واٹ نے نسبتاً الفاظ میں احتیاط کی روش اختیار کی ہے۔ آپؐ کے حسب و نسب پر ان کے اعتراضات یا تو مسلم تاریخ سے بے خبری کی بنا پر ہیں یا پھر تعصب پر۔ ظاہر ہے تاریخ سے تو یہ حضرات واقف ہی ہیں۔ آپؐ پر ان کا نسب گھڑنے کا الزام بلا دلیل اور غیر محققانہ رائے کی عکاس ہے۔ تاریخ میں کسی نے آپؐ پر یہ اعتراض نہیں اٹھایا، یہاں تک کہ بنی اسرائیل کو یہی شکایت تھی کہ وہ بنو اسماعیل کے نبی کو ماننے سے انکار کرتے رہے۔ قرآن کریم ،احادیث مبارکہ، مسلم تاریخ اس حوالے سے بالکل واضح ہے کہ آپؐ بنو اسماعیلی ہیں۔ اسی طرح مفلسی میں زندگی گزارنا نبوت کے منافی نہیں۔ نسل ابراہیمی سے بے خبری کا اعتراض تاریخ اور عقل کے بھی مخالف ہے۔ ہاجرہؑ کے حوالے سے صراحت ہے کہ وہ لونڈی نہیں بلکہ شاہ مصر کی بیٹی تھیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] https://www.britannica.com/science/Orientalism-cultural-field-of-study
Date of Access: 26/09/2021.

[2] الخلیل بن إحمد بن عمرو، کتاب العین، ناشر: دار ومکتبۃ الھلال، ج:5، ص:38

Al Khalil bin Ahmad bin Amr,Kitab ul Aeen,Publisher;Daru wa Maktaba Tul Hilal,Volume:5, Page;249

[3] ڈاکٹر حافظ محمد زبیر، اسلام اور مستشرقین، لاہور، ناشر: مکتبہ رحمت العالمین، طبع اول اکتوبر 2014، ص:2

Dr Hafiz Muhammad Zubair,Islam And Orientalism,Lahore,Publisher: Maktaba Rahmat ul Alameen,Edition First October 2014; Page:2

[4] ڈاکٹر حافظ محمد زبیر، اسلام اور مستشرقین، ص:2

Dr Hafiz Muhammad Zubair,Islam And Orientalism,Publisher:Maktaba Rahmat ul Alameen,Page:2

[5] ڈاکٹر حافظ محمد زبیر، اسلام اور مستشرقین، ص:3

Dr Hafiz Muhammad Zubair,Islam And Orientalism,Publisher,Maktaba Rahmat ul Alameen,Page:3

[6] ڈاکٹر حافظ محمد زبیر، اسلام اور مستشرقین، ص:8

Dr Hafiz Muhammad Zubair,Islam And Orientalism,Publisher:Maktaba Rahmat ul Alameen,Page

[7] محمد عبداللہ الأعظمی، الجامع الکامل فی الحدیث الصحیح الشامل المرتب علی إبواب الفقہ، ناشر: دار السلام للنشر والتوزیع، ریاض، ج:8، ص:7

Muhammad Abdullah Alazami,Aljame u Alkamil Fil Ahadees Assaheeh Asshamil Almorattab Ala Abwab Alfiqah,Publisher:Dar us Salam Lilnashr wa Ataozeh,Riyad,volume:8,Page:7

[8] ابن حبان، محمد بن حبان، السیرۃ النبویۃ وإخبار الخلفاء، بیروت، ناشر: الکتب الثقافیۃ، ج:1، ص:39 وابن الأثیر، إبو الحسن علی بن ابی الکرم محمد، الکامل فی التاریخ، بیروت، ناشر: دار الکتاب العربی، لبنان، ج:1، ص:634

Ibn Hibban,Muhammad Bin Hibban,Asseerah Tu Anabawiyah w Akhbar ul Khulafa,Berut,Publisher:Alkutub AlSaqafiyah,,Volume:1,Page:39 and Ibn Alaseer, Abu Alhassan Ali bn Abi Alkaram Muhammad,Alkamil Fi Altareekh, Berut,Publisher:Darul Kutub Alarabi, Lebanon,volume:1,Page:634

[9] إحمد السھیلی، عبد الرحمٰن بن عبد اللہ، الروض الأنف فی شرح السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، بیروت، ناشر: دار إحیاء التراث العربی، ج:1، ص:34

Ahmad Assohaili,Abdur Rahman bin Abdullah, Alraod Alanf Fi Sharhi Alsserah Alnabawiyah Li-ibn Hissham,Publisher:Daru Ahya Alturas Alarabi,Volume:1,Page:34

[10] احمد بن محمد بن حنبل، مسند الإمام احمد بن حنبل مؤسسة الرسالة، ج:3، ص:307، رقم الحدیث: 1788

Ahmad bin Muhammad bin Hanbal,Musnad Al Imam Ahmad bin Hanbal,Publisher:Muso Alrisalah,Volume:3,Page:307

[11] مسلم، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، كِتَابُ الْفَضَائِلِ، بَابُ فَضْلِ نَسَبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَسْلِيمِ الْحَجَرِ عَلَيْهِ قَبْلَ النُّبُوَّةِ، ناشر: دار الطباعة العامرة ترکیا، رقم الحدیث:2276

Muslim,Muslim bin Hajjaj,Sahih Muslim,Kitab Alfazail,Bab Nasab Alnabi Alhajr Alaihi Qabla Alnabowah,Publisher:Dar Altah Alamrat Turkiya,Hadith No:2276

[12] ابن قیم الجوزیة، محمد بن ابی بکر، زاد المعاد فی ہدی خیر العباد، ناشر: دار عطاءات العلم الریاض، الطبعة: الثالثة، ۱۴۴۰ھ- ۲۰۱۹ م، ج1، ص:53

Ibn Qayyam Aljaoziyah,Muhammad bn abi Bakkr,Zad ul Ma'ad Fi Hadye Khair Alebad,Publisher:Daru Ata'aat Ilm Alriyad,Edition:2019,Volume:1,Page:53

[13] *WILLIAM MUIR, THE LIFE OF MAHOMET AND HISTORY OF ISLAM TO THE ERA OF HEGIRA, SMITHELDER AND CO .65, CORNHILL 1858 LONDON,PAGE:138,VOLUME:1*

[14] *WILLIAM MUIR, THE LIFE OF MAHOMET AND HISTORY OF ISLAM TO THE ERA OF HEGIRA,SMITH ELDER AND CO .65, CORNHILL 1858 LONDON,PAGE:100,VOLUME:1*

[15] بخاری، محمد بن إسماعیل، صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، بَابُ مَبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دمشق، ناشر دار ابن کثیر، الطبعة الخامسة، ۱۴۱۴ھ- ۱۹۹۳ م، ج:3، ص:1389

Bukhari,Muhammad bin Ismail,Sahih Bukhari,Kitab Manakib Alansar,Bab Mabass Anabi,Damascus,Publisher:Daru Ibn Kathir,Edition:5th 1993,Volume:3,Page:1389

[16] ابن ہشام، عبد الملک بن ہشام، السیرة النبویة لابن ہشام، شرکة الطباعة الفنیة المتحدة، ج:1، ص:3، والطبری، محمد ابن جریر، تاریخ الطبری، دار المعارف بمصر، الطبعة الثانیة ۱۳۸۷ھ- ۱۹۶۷ م ج:2، ص:271

Ibn Hissham,Abdul Malik bin Hissham,Alseerat Alnabawiyah,Publisher: Attabaato Alfanniyah Almutahiddah,Volume:1,Page:3 And Attabari, Muhammad bin Jarir , Tareekh Alttabari,Publisher:Darul Marif Eygpt, Edition:2nd 1967,Volume:2,Page:271

[17] بخاری، محمد بن إسماعیل، صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، رقم الحدیث: 7

Bukhari,Muhammad bin Ismail,Sahih Bukhari,Kitab Bad ul Wahi,Hadith Number:7

[18]الازہری، پیر کرم شاہ، ضیاء النبی ﷺ ، لاہور–کراچی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز پاکستان، طبع ذیقعدہ 1418ھ، ج:7، ص:170

Alazhari,Peer Karam Shah,Zia Ul Nabi,Lahore-Karachi,Publisher:Zia ul Nabi Publications Pakistan,Edition:Ziqada 1418 Hijri,Volume:7,Page:170

[19] مبارک پوری، صفی الرحمٰن ،الرحیق المختوم، لاہور المکتبۃ السّلفیہ، ص:48

Mubarak Puri,Safi ur Rahman,Araheeq Almakhtoom,Lahore,Publisher: Almaktab Alsalafiyah,Page:48

[20]حلبی، علی بن ابراہیم، سیرت حلبیہ، کراچی، ناشر: دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان، مئی 2009ء، مترب و مترجم (مولانا اسلام قاسمی) ج:1، ص:52

Halbi,Ali bin Ibrahim,Seerat Halbiya,Karachi,Publisher:Darul Ishat Urdu Bazar MA Jinnah Road Karachi Pakistan,Edition:May2009,Volume:1,Page:52

[21]الازہری، پیر کرم شاہ، ضیاء النبی ﷺ ،ج:7، ص:171

Alazhari,Peer Karam Shah,Zia ul Nabi,Volume:7,Page:171

[22] الازہری، پیر کرم شاہ، ضیاء النبی ﷺ ، ج:1، ص:254

Alazhari,Peer Karam Shah,Zia ul Nabi,Volume:1,Page:254

[23] *WATT, MONTGOMARY, MUHAMMAD AND MEDINA, OXFORD UNIVERTY PRESS, AMEN HOUSE LONDON 1956, PAGE: 204,205*

[24]ابن قیم الجوزیۃ، محمد بن ابی بکر، زاد المعاد فی ہدی خیر العباد ج:1، ص:53

Ibn Qayyam Aljaoziyah,Muhammad bn abi Bakkr,Zad ul Ma'ad Fi Hadye Khair Alebad, Volume:1,Page:53

[25] البقرۃ، 2: 78

Al-Baqarah,2:78

[26] *WATT, MONTGOMARY, MUHAMMAD AND MEDINA, OXFORD UNIVERTY PRESS, AMEN HOUSE LONDON 1956, PAGE: 204,205*

[27]الازہری، پیر کرم شاہ، ضیاء النبی ﷺ ،ج:7، ص:175

Alazhari,Peer Karam Shah,Zia ul Nabi,Volume:7,Page:175

[28] *WATT, MONTGOMARY, MUHAMMAD AND MEDINA, OXFORD UNIVERTY PRESS, AMEN HOUSE LONDON 1956, PAGE: 204,205*

[29]مبارک پوری، صفی الرحمٰن، لاہور، الرحیق المختوم، ص:36 اور 37

Mubarak Puri,Safi ur Rahman,Araheeq Almakhtoom,Page:48

[30]الازہری، پیر کرم شاہ، ضیاء النبی ﷺ ، لاہور–کراچی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز پاکستان، طبع 2015ء، ج:1، ص:254

Alazhari,Peer Karam Shah,Zia Ul Nabi,Lahore-Karachi,Publisher:Zia ul Nabi Publications Pakistan,Edition:2015,Volume:1,Page:254

[31] السجدہ،32: 3

Al-Sajda,32:3

[32] الازہری، پیر کرم شاہ، ضیاء النبی ﷺ ،لاہور–کراچی، القرآن پبلی کیشنز پاکستان، طبع ذیقعدہ 1418ھ،ج:7،ص:178

Alazhari,Peer Karam Shah,Zia Ul Nabi,Lahore-Karachi,Publisher:Zia ul Nabi Publications Pakistan,Edition:Ziqada 1418 Hijri,Volume:7,Page:178

[33] *WATT , MONTGOMARY, MUHAMMAD PROPHET AND STATESMAN,OXFORD UNIVERSITY PRESS1961*

[34] ابن ہشام، عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ج:1، ص:3 ،وتاریخ الطبری، ج:1، ص:164

Ibn Hissham,Abdul Malik bin Hissham,Alseerat Alnabawiyah,Volume:1, Page:3 And Attabari,Muhammad bin Jarir,Tareekh Alttabari, Volume:2, Page:271

[35] بخاری، محمد بن إسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الاجازۃ، بابُ رَعْیِ الغَنَمِ عَلَی قَرَارِیطَ، رقم الحدیث:2262

Bukhari,Muhammad bin Ismail,Sahih Bukhari,Kitab Alijazah,Bab Rai Alghanm Ala Qarareet,Hadith Number:2262

[36] *TOR ANDRAE, MOHAMMAD THE MAN AND HIS FAITH (Translated by THEOPHILMENZEL, GEORGE ALLEN AND UNWIN LTD, MUSEUM STREET LONDON PAGE: 54.*

[37] ایضاً، ص:184

TOR ANDRAE, MOHAMMAD THE MAN AND HIS FAITH (Translated by THEOPHILMENZEL, GEORGE ALLEN AND UNWIN LTD, MUSEUM STREET LONDON PAGE:184

[38] ایضاً، ص:187

TOR ANDRAE, MOHAMMAD THE MAN AND HIS FAITH (Translated by THEOPHILMENZEL, GEORGE ALLEN AND UNWIN LTD, MUSEUM STREET LONDON PAGE:187

[39] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کَیفَ کَانَ بَدءُ الوَحیِ إِلَی رَسُولِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ، رقم الحدیث:3

Bukhari,Muhammad bin Ismail,Sahih Bukhari,Kaifa Bad ul Wahi Ila Rasool ﷺ, Hadith Number:3